مقدمہ اوجز المسالک الی مؤطاامام مالکؒ میں شیخ زکریاؒ کا منہج واسلوب

Methodology of sheikh Zakaria in the preface of Awjaz-ul-Masalik Ila Muatta Imam-i-Malik

Dr Muhammad Inamullah
Lecturer Islamic Studies Abbottabad University of Science & Technology
Email: inam.aust.edu.pk@gmail.com

Muhammad Sanaullah
Teacher Jamia Zakaraia Battagram
Email: sanahazarwi992@gmail.com

Muhammad Waliaullah
Teacher Jamia Zakaria Battagram
Email: walimadani90@gmail.com

ABSTRACT

Methodology of sheikh Zakaria in the preface of Awjaz-ul-Masalik Ila Muatta Imam-i-Malik. Muatta Imam-i-Malik is a famous and authentic collection of Ahadith edited by Imam Malik (93-179 AH), known as a founder of a juristic school of thought. It is the first comprehensive book containing Islamic Teachings after the Holy Quran. Due to its authenticity & popularity among academic circle , various books have been written for its explanation and clarification. Among them "Awjaz-ul-Masalik" is a latest and comprehensive elucidation comprising 16 volumes , edited by a great indian scholar Sheikh-ul-Hadith Maulana Zakaria Kandehlawi. It is a summary of almost all the previous commentaries edited by renowned scholars of Hadith. Due to quality of work the work has already acknowledged by the contemporary Arab scholars as well. The author has presented detailed preface containing 7 chapters and 150 pages which cover various aspects of Hadith , including the status of Imam Abu Hanifa as a scholar of Hadith, his principles of Hadith and various observations and clarifications regarding his competence in the subject. Due to its valuable material this preface needs to be explored. This article aims at introducing the contents and evaluation of work presented in this preface.

Key words: Sheikh Zakaria, Methodology of sheikh Zakaria, Awjaz-ul-Masalik, Muatta Imam-i-Malik, Imam-i-Malik

اوجزالمسالک مؤطاامام مالک کی مشہورومعروف شرح ہے جوبرصغیرپاک وہند کے مشہورمحدث شیخ الحدیث مولانازکریاصاحبؒ کی مایہ نازتصنیف ہے، جس کی جلالت شان کااعتراف نہ صرف برصغیر کے بلکہ عرب کے علماء بھی معترف ہیں، اوراس کتاب کوعرب وعجم کے کبارعلماءومحدثین نے موطاامام مالک کی شروح کاخاتمہ قراددیاہے، اس شرح پرمولف نے ایک مفصل اورجامع مقدمہ تحریرکیاہے جوعلم حدیث پرالگ سے ایک عظیم خدمت ہے، ان

سطور میں اس عظیم شرح کے مقدمے اور اس میں شیخ زکریاؒ کے اختیار کردہ اسلوب و منہج کا مطالعہ مقصود ہے، مقدمے و گفتگو سے پہلے مؤطاامام مالک اور اس کے مصنف امام مالکؒ، اوجزالمسالک اور اس کے مصنف کا مختصر تعارف پیش کرنا ضروری ہے۔

امام مالکؒ کا مختصر تعارف

آپؒ کا نام مالک، کنیت ابوعبداللہ، لقب امام دارالہجرۃ، باپ کا نام انس ہے، خالص عرب خاندان سے تھے جو جاہلیت اور اسلام دونوں میں معزز تھا[1]، آپؒ کی پیدائش 93ھ، جبکہ وفات 11 ربیع الاول 179ھ کو چھیاسی برس کی عمر میں ہوئی، جنت البقیع مدینہ منورہ میں مدفون ہیں[2]، قرآن مجید کی قرات وسند مدینہ کے امام القراء نافع بن عبدالرحمان متوفی 169ھ سے حاصل کی، امام نافع جب تک زندہ رہے امام مالکؒ ان کے حلقہ درس میں موجود رہے ، محدثین روایت مالک عن نافع عن ابن عمر کو سلسلۃ الذہب قرار دیتے ہیں[3]، امام مالک صاحبؒ نے سارے علوم مدینہ منورہ میں حاصل کیے کیونکہ اس وقت مدینہ علوم کا مرکز تھا، بعض کے نزدیک آپؒ کے اساتذہ کی تعداد 990 سے اوپر ہے[4]، ، مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ بن عمر کے بعد ان کے علمی جانشین امام نافع تھے، امام مالک بارہ برس ان کے درس میں شریک رہے اور ان کی وفات کے بعد ان کے جانشین مقرر ہوئے، امام صاحبؒ کے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے، ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: "حدث عنه خلق من الائمة"[5]، مقدمہ اوجز میں مدارک کے حوالے سے آپ کے شاگردوں کی تعداد 1300 سے زیادہ بتلائی گئی ہے[6]، حدیث ورجال کے مشہور ناقد یحیٰ بن معینؒ کے نزدیک آپ امیر المومنین فی الحدیث ہیں، جبکہ عبدالرحمان مہدیؒ کا قول ہے کہ روئے زمین پر امام مالکؒ سے بڑھ کر حدیث نبوی کا کوئی امانت دار نہیں[7]۔

مقدمہ اوجزالمسالک میں امام صاحبؒ کی بہت سی تصنیفات کا ذکر کیا گیا ہے ہم یہاں پر صرف مؤطا کا مختصر تعارف کرا رہے ہیں۔

مؤطاامام مالک کا مختصر تعارف

مؤطاامام مالک قرآن مجید کے بعد سب سے پہلے باقاعدہ طور پر فقہی ترتیب سے مبوب و مرتب ہو کر منصہ مشہود پر آنی والی کتاب بتائی جاتی ہے ، بعض علماء نے موطا کو احادیث کے باب میں نقش اول اور بنیادی کتاب قرار دیا ہے اور بخاری کو اس کے بعد رکھا ہے[8]، اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ امام صاحب نے اس کتاب کو مدینہ منورہ میں تالیف کیا ہے لیکن تالیف کا صحیح زمانہ معلوم نہیں، امام مالکؒ کے شاگرد خاص ابومصعب کے نزدیک اس کی تالیف امام صاحب نے خلیفہ ابومنصور کی فرمائش پر اس کے عہد میں شروع کی تھی لیکن پایہ اس کی وفات کے بعد پایہ

تکمیل کو پہنچی جب کہ اس کا بیٹا محمد المہدی خلیفہ تھا[9]۔جمہور علماء نے کتب حدیث کے جو طبقات مقرر کیے ہیں اس کے اندر موطا کو طبقہ اولی میں شمار کیا ہے،شاہ ولی اللہ دہلویؒ اس کو تمام کتابوں سے مقدم وافضل سمجھتے تھے،اپنی مشہور کتاب مصفٰی شرح موطا کے مقدمے میں اس کے دلائل کو تفصیل سے بیان کیا ہے جبکہ حجۃ اللہ البالغۃ کے اندر بھی اس کو ذکر کیا ہے،علامہ سیوطیؒ بھی موطا کو صحیحین پر ترجیح دیتے ہیں،مثلاً: صحیح بخاری کے اندر اگر 22 ثلاثیات ہیں تو موطا کی بنیاد ہی ثلاثیات پر ہے بلکہ اس کے اند 40 ثنائیات بھی ہیں یعنی امام مالکؒ اور حضور اقدس ﷺ کے درمیان صرف دو واسطے ہیں،اسی طرح آپ کے نزدیک راوی کیلئے اپنی روایت کردہ حدیث کا حافظ ہونا ضروری ہے جبکہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے نزدیک یہ شرط نہیں ہے[10]۔

مؤطا کی مقبولیت اور شہرت کا یہ عالم ہے کہ ہر دور میں محدثین نے اس کی طرف بطور خاص توجہ دی ہے اور اس کی شروحات لکھی ہیں،اور اس کی احادیث ورجال پر اعتناء کیا ہے جن میں علماء مالکیہ کے علاوہ دوسرے حضرات بھی شامل ہیں(جس کی تفصیل آگے مقالے میں آرہی ہے)،جس میں برصغیر پاک وہند کے عظیم محدث شیخ زکریاؒ کی تصنیف کردہ کتاب اوجز المسالک الی مؤطا امام مالکؒ کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے،ان سطور میں اس عظیم شرح کے مقدمے کا مطالعہ پیش کیا جارہا ہے۔

شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کا مختصر تعارف:

آپؒ کا شمار برصغیر پاک وہند کے عظیم محدثین میں ہوتا ہے،آپؒ کی ولادت 11 رمضان المبارک 1315ھ،بمطابق 2 فروری 1898 میں کاندھلہ ضلع مظفر نگر یوپی انڈیا میں ہوئی،[11]،قرآن پاک کی تعلیم والد محترم سے حاصل کی،حفظ کے بعد بہشتی زیور اور فارسی کی اکثر کتابیں اپنے چچاجان مولانا محمد الیاسؒ سے اور صرف ونحو کی ابتدائی کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں،1328ھ میں مظاہر العلوم سہارنپور سے باقاعدہ عربی تعلیم کا آغاز کیا اور صرف نحو،ادب ومعانی کی کتابیں اپنے والد کی زیر نگرانی تکمیل کو پہنچائیں،1333ھ میں دورہ حدیث شریف کی ابتداء کی،ابن ماجہ کے علاوہ تمام کتب حدیث اپنے والد ماجد مولانا محمد یحیٰی صاحب سے پڑھیں ابن ماجہ مولانا ثابت علیؒ سے پڑھی،اس سال مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ تحریک ریشمی رومال میں نظر بند تھے،چنانچہ دوبارہ بخاری وترمذی شریف ان سے ان کی آمد پر پڑھیں[12] 1916 میں تعلیم سے فراغت کے بعد مظاہر العلوم میں مدرس مقرر ہوئے[13]،شعبان 1338ھ میں اپنے استاد ومرشد مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ[14] کی معیت میں حجاز مقدس تشریف لے گئے[15] اور "بذل المجہود شرح ابوداود" کی تکمیل میں ان کی مدد کی،محرم 1340ھ میں تشریف لائے[16]،درس وتدریس کے انہاک کے ساتھ حدیث وعلوم حدیث آپؒ کا اصل ذوق،موضوع اور محنت وتحقیق کا میدان تھا اور اس کو آپ تقرب الی اللہ اور تقرب الی

الرسول ﷺ کا سب سے بڑا ذریعہ سمجھتے تھے، آپؒ نے اپنی زندگی میں 103 کتابیں تصنیف کیں جن میں اگر صرف ایک "اوجز المسالک الی مؤطاامام مالک" کو لیا جائے تو یہ آپ کو علوم حدیث میں عظیم مصنف بنانے اور اس کے محققین میں شامل کرنے کیلئے کافی ہے۔1388 تک تدریس کا یہ سلسلہ جاری رہا لیکن 1388 میں آنکھوں میں نزول آب شروع ہو گیا جس کی وجہ سے تدریس حدیث بند کر دیا لیکن درس روحانی میں شرکت کرنے والوں کا اضافہ ہوتا رہا اور جو وقت پہلے دارالحدیث کی چہار دیواری میں محبوس ہو جایا کرتا تھا وہ اب ایک عالم کی تربیت اور تصفیہ قلب وتزکیہ نفس میں خرچ ہونے لگا، زندگی کے آخری ایام میں مدینہ منور ہجرت فرمائی اور 2 شعبان 1402ھ بمطابق 25 مئی 1982 آپؒ نے مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

اوجز المسالک الی مؤطاامام مالکؒ کا تعارف

اوجز المسالک مؤطاامام مالکؒ کی بہترین شرح ہے جسے علماء عرب وعجم نے موطا کی شروح کا خاتمہ قرار دیا ہے، اس شرح کے اندر الفاظ کی لغوی تحقیق، اسماء الرجال کی صاف تشریح اور مختصر کلام کیساتھ ان کی جرح وتعدیل، درجہ حدیث وغیرہ پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے، اسی طرح مذاہب اربعہ اور دیگر کا بیان اختلافی مسائل میں ان مذاہب کے ہاں معتمد کتب سے پوری طرح کی ہے، یہ کتاب متقدمین کی کتابوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہے، جس کی افادیت کا اعتراف خود بعض جلیل القدر علماء مالکیہ نے بھی کیا ہے،

اس شرح کی جلالت شان کیلئے مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کا یہ قول کافی ہے، فرماتے ہیں: "میں نے علامہ حجاز، مفتی مالکیہ سید علوی مالکی سے جو نہ صرف حجاز کے بلکہ اپنے دور کے نہایت تبحر اور وسیع النظر عالم تھے، اوجز المسالک کی تعریف سنی ہے، وہ اس پر تعجب کا اظہار کرتے تھے کہ خود مالکیہ کے اقوال ومسائل کا اتنا گہرا علم اور اتنی صحیح نقل موجب حیرت ہے، فرمایا کرتے تھے "اگر شیخ زکریاؒ مقدمے میں اپنے کو حنفی نہ لکھتے تو میں کسی کے کہنے سے بھی ان کو حنفی نہ مانتا میں ان کو مالکی بتاتا، اس لیئے کہ اوجز المسالک میں مالکیہ کے جزئیات اتنی کثرت سے ہیں کہ ہمیں اپنی کتابوں میں تلاش میں دیر لگتی ہے۔۔۔"[17]

مصنف نے کتاب کے آغاز میں ایک نہایت مبسوط اور قیمتی مقدمہ بھی تحریر کیا ہے جو کہ سات ابواب پر مشتمل ہے اور ہر باب کے تحت کئی قیمتی فوائد ہیں، ان سطور میں اس کتاب کے مقدمے کا مطالعہ پیش کیا جارہا ہے۔

الباب الاول

مقدمہ کا پہلا باب علم حدیث کے متعلقات کے بارے میں ہے، اس باب کو آپؒ نے بمنزلۃ مقدمۃ العلم قرار دیا ہے، اور اس باب میں پانچ فائدے ہیں، پہلا فائدہ علم حدیث کی تعریف کے بیان میں ہے، اس فائدے کے اندر آپؒ نے

علم حدیث کی تعریف مختلف مشائخ کے حوالے سے نقل کی ہے اور آخر میں اپنی رائے بیان کی ہے، مثلاً فرماتے ہیں:

علامہ زرقانیؒ نے "شرح البیقونیۃ" میں اس کی تعریف یوں کی ہے **"علم الحديث علم بقوانين اى قواعد يعرف بهااحوال السندوالمتن من صحة وحسن"** کہ علم حدیث ایسے قوانین و قواعد کے جاننے کا نام ہے جس کے ذریعے صحت و حسن کے اعتبار سے سند و متن کے احوال جانے جائے[18]،

علامہ سیوطیؒ اس کی تعریف کرتے ہیں: **"علم الحديث ذوقوانين تحد يعرف بهااحوال متن وسند"** کہ علم حدیث ان قوانین کا نام ہے کہ جن کے ذریعے متن وسند کے احوال معلوم کیے جاتے ہیں،

علامہ عینیؒ نے بخاری کی شرح میں اس کی تعریف اس طرح کی ہے: **"علم يعرف به اقوال رسول الله ﷺ وافعاله واحواله"** کہ یہ ایسا علم ہے کہ جس کے ذریعے پیغمبر ﷺ کے اقوال، افعال واحوال جانے جاتے ہیں[19]،

اسی طرح فتح الباقی، کشاف اصطلاحات الفنون اور تدریب سے علم حدیث کی تعریفیں نقل کرنے کے بعد آخر میں اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

میرے نزدیک علم روایۃ الحدیث کی تعریف یہ ہے **"علم يبحث فيه عن اقوال النبى ﷺ وافعاله واحواله من حيث كيفية السند اتصالاًوانقطاعاًوغير ذالک"** کہ یہ ایسا علم ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال واحوال سے کیفیت سند کے اتصال اور انقطاع وغیرہ کی حیثیت سے بحث کی جاتی ہے"[20]، حضرت شیخؒ کی مذکورہ تعریف زیادہ جامع اور دراصل ان تمام تعریفوں کا خلاصہ ہے جو محدثین واصولیین نے کی ہیں۔

دوسرا فائدہ علم حدیث کے موضوع کے بیان میں ہے، اس فائدے کے اندر مختلف علماء جیسے علامہ کرمانیؒ، علامہ سیوطیؒ وغیرہ کے اقوال کی روشنی میں علم حدیث کو موضوع بیان کرنے کے بعد آخر میں اپنی رائے کا اظہار یوں کیا ہے:

"والاوجه عندى ان موضوعه المرويات من حيث الاتصال والانقطاع ،واما ذاته الشريفة ﷺ فموضوع لمطلق علم الحديث دون النوع الخاص منه وهوعلم رواية الحديث"۔

"میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ علم حدیث کا موضوع مرویات ہیں اتصال وانقطاع کی حیثیت سے، پس رہی ذات شریفہ رسول اللہ ﷺ کی، تو وہ موضوع ہے مطلق علم الحدیث کا نہ کہ خاص نوع یعنی روایۃ الحدیث کا"[21]۔

تیسرا فائدہ علم حدیث اور اس کے حاملین کی فضیلت اور ان دونوں کی مدح کے بیان میں ہے، اس ضمن میں مختلف احادیث اور اقوال سلف ذکر کیے ہیں، مثلاً:

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ سرسبز وشاداب رکھے اس شخص کو جو میری بات سنے، اسے یاد کرے اور محفوظ رکھے، اسی طرح عبد اللہ بن عباس کی روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ مہربانی فرما میرے نائبین پر، صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے نائبین کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ جو میری احادیث کو روایت کرے اور لوگوں کو سکھائے، سفیان ثوریؒ کا قول بھی نقل کیا ہے کہ علم حدیث سے زیادہ کوئی علم افضل نہیں کہ جو اس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا ارادہ کرے، اس لئے کہ لوگ اس کے حاجت مند ہیں حتیٰ کہ اپنے کھانے پینے میں، تو یہ نفلی نمازوں اور روزوں سے بھی افضل ہے، درمیان میں ابو بکر حمید القرظی کا قصیدہ بھی نقل کیا ہے جو انہوں نے حدیث اور حاملین حدیث کی تعریف میں لکھا ہے[22]۔

چوتھا فائدہ کتابت حدیث کی ابتداء اور اس کی تدوین کی کیفیت کے بیان میں ہے، چنانچہ اس ضمن میں فتح الباری سے حافظ ابن حجرؒ کا قول نقل کرنے کے بعد اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میرے نزدیک حافظؒ کا یہ کہنا کہ کتابت حدیث کی ابتداء زمانہ تابعین کے آخر میں ہوئی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ احادیث کی کتابت بصورت کتب ورسائل اس زمانے میں شروع ہوئی ورنہ محض کتابت حدیث پیغمبر ﷺ کے زمانے میں بھی تھی، امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں کتابۃ العلم کا باب قائم فرمایا ہے اور اپنی سند کیساتھ ابو جحیفہؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت علی سے پوچھا کہ کیا تمھارے پاس کوئی کتاب ہے سوائے قرآن کے، تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں مگر یہی کتاب اللہ یا وہ فہم جو کسی مسلمان آدمی کو دی گئی ہو یا وہ کچھ جو اس صحیفہ میں ہے، تو میں نے پوچھا اس صحیفہ میں کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا، دیت، قیدی کا چھڑانا اور یہ کہ مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے، اسی طرح ابو ہریرہ کی روایت نقل فرمائی ہے کہ انہوں نے فرمایا اصحاب النبی ﷺ میں سے کوئی بھی مجھ سے زیادہ احادیث والا نہیں مگر عبد اللہ بن عمرو کہ وہ لکھتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا، اسی طرح کے اور روایات بھی ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں" پس یہ روایات اور ان جیسی بہت ساری روایات اس بارے میں صریح ہیں کہ حدیث کی کتابت پیغمبر ﷺ کے زمانے میں ہوئی تھی اور یہی وجہ ہے کہ کتابت حدیث کے جواز پر اجماع قائم ہو چکا ہے"، اسکے بعد عہد رسالت میں کتابت حدیث کی ابتداء پر مزید احادیث اور اقوال سلف تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد علامہ

سیوطیؒ کے حوالے سے علم حدیث کے اولین مدونین کے چار طبقات ذکر کیے ہیں اور اس پر الفیہ سیوطی سے اشعار بھی نقل کیے ہیں[23]، اس موضوع پر بھی بحث کی ہے کہ احادیث کے اولین مدونین کون ہیں۔

سلف کا اس بات میں اختلاف ہے کہ علم حدیث کے جامع اول امام زہری ہے یا ابو بکر بن محمد بن عمر بن حزمؒ، حافظ ابن حجرؒ کے نزدیک ابن شہاب زہری اول جامع ہیں جبکہ یہی رائے علامہ سیوطیؒ کی بھی اور مشائخ کی اکثریت اسی کی قائل ہے، اس ضمن میں شیخ زکریاؒ مختلف اقوال تفصیلکے ساتھ ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:
"والجملة ان الجمہور اختلفوا فی واضع الحدیث واول مدونه علی القولین وعصرہما واحد فالترجیح بینہماعسیر"۔

"مختصر یہ کہ جمہور کے نزدیک ابو بکر بن حزم اور ابن شہاب زہریؒ کے بارے میں اول مدون ہونے میں اختلاف ہے اور دونوں کا زمانہ بھی ایک ہے اس لیے دونوں میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا مشکل ہے"۔[24]

پانچواں فائدہ علم الحدیث کے متفرقات کے بارے میں ہے، جس میں اس علم کے مبادی کا ذکر ہے جس پر اس علم کے مباحث موقوف ہیں، جیسے حدیث کے احوال اور اس کے صفات، علم تفسیر، لغت، صرف، نحو، معانی، بیان، بدیع وغیرہ[25]۔

الباب الثانی

دوسرا باب مؤطاامام مالک اور اس کے مصنف کے تعارف کے بیان میں، اس باب میں دو فصل ہیں، فصل اول میں پانچ فائدے جبکہ فصل دوم میں دس فائدے ہیں،

پہلا فصل مؤطاامام مالک کے مصنف کے تذکرے میں ہے اور فصل میں پانچ فائدے ہیں، فائدہ اولی میں امام مالکؒ کی سوانح عمری کے بیان میں ہے، جس کے اندر آپؒ کی سوانح عمری، سلسلہ نسب، تاریخ پیدائش، بچپن کے حالات، آپ کی والدہ کا تذکرہ، آپ کا حلیہ، لباس، وفات اور آپ کے اولاد کا بیان تفصیل کیساتھ کیا ہے[26]،

دوسرا فائدہ امام مالکؒ کے فضائل اور لوگوں کی ان کی تعریف کے بیان میں ہے، چنانچہ آپ کے فضائل میں سلف کے کثیر اقوال ذکر کیے ہیں اور سفیان بن عیینہؒ کے حوالے سے امام مالک کو اس حدیث کا مصداق قرار دیا ہے
" یوشک ان یضرب الناس اکباد الابل یطلبون العلم فلایجدون عالماًاعلم من عالم المدینة "
[27]، ترجمہ: قریب ہے کہ لوگ طلب علم کے لیے دور دراز کا سفر کرینگے تو مدینہ کے عالم سے بڑا عالم نہیں پائینگے، سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک اس سے مراد امام مالکؒ ہے، اسی طرح ابن مہدی کا قول نقل کیا ہے کہ " سفیان ثوریؒ حدیث میں امام ہیں، اوزاعی، سنت میں امام ہیں حدیث میں امام نہیں اور امام مالکؒ دونوں میں امام ہیں، پھر فرمایا ہے کہ سنت یہاں بدعت کے مقابلے میں لایا گیا ہے کبھی ایک انسان حدیث کا عالم ہوتا ہے لیکن سنت کا نہیں

ہوتا، اسی طرح آپؒ کے فضائل میں ابن مہدیؒ ، شاہ ولی اللہؒ، ابن عبد البر، ابونعیم مثنیٰ، سفیان بن عیینہ، علامہ سیوطیؒ، احمد بن الخلیل، ابن سعدؒ، عبد اللہ بن مبارکؒ، ابن فرحونؒ، علامہ باجی، ابن لھیعۃ، فضیل بن زیادؒ وغیرہ کے اقوال تفصیل کیساتھ ذکر کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں:

"سلف وخلف میں بہت سارے لوگوں نے امام مالکؒ کے فضائل اور ان کی تصانیف کے احوال کے بیان میں الگ الگ کتابیں لکھی ہیں جن میں ذہبیؒ، حافظ ابن حجرؒ، ابو بکر بن مروان المالکیؒ، ابوالروح عیسیٰ بن مسعودؒ کے رسائل شامل ہیں، اسی طرح علامہ سیوطیؒ نے بھی آپ کے مناقب میں ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام "تزئین الممالک بمناقب امام مالکؒ" رکھا ہے، محمد ابو عبد اللہ بن احمد التستری المالکیؒ جو کہ امام مالکؒ کے سخت طرفدار تھے نے بھی آپ کے مناقب میں 20 اجزاء لکھے ہیں، ان کے علاوہ بھی بہت لوگ ہیں جن کا شمار کرنا مشکل ہے"[28]۔

تیسرا فائدہ امام مالکؒ کے اساتذہ کے بیان میں ہے، اس ضمن میں شیخ صاحبؒ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ امام مالکؒ کے اساتذہ اتنے کثیر ہیں کہ ان کا شمار کرنا مشکل ہے، زرقانیؒ کے نزدیک 990 سے زیادہ اساتذہ سے انہوں نے اخذ کی ہے، امام نافعؒ آپ کے خصوصی اساتذہ میں سے تھے، اہل فن کے نزدیک امام مالکؒ کی سند مالک عن نافع عن ابن عمر اصح الاسانید ہے اور اس کو سلسلۃ الذہب کہا گیا ہے، نافعیؒ فرماتے ہیں کہ ان کے وہ اساتذہ جن کے نام ذکر کیے گئے ہیں 95 تک پہنچتا ہے، اس کے بعد آپ کے اساتذہ کے بارے میں مختلف علماء کے اقوال کو تفصیل کیساتھ بیان کیا ہے [29]۔ آپؒ نے شاہ ولی اللہؒ کی تصنیف "المصفّٰی" کے مقدمے کا بھی حوالہ دیا ہے جس میں انہوں نے امام مالکؒ کی مشہور اسانید پر طویل کلام کیا ہے جن سے مؤطا میں روایت لی گئی ہیں جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔

چوتھا فائدہ امام مالکؒ کے شاگردوں کے بیان میں ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ خطیب نے ان سے روایت کرنے والوں کے بارے میں کتاب تالیف فرمائی ہے اور اس میں 993 رواۃ کا بیان ہے، قاضی عیاض نے بی ان کے شاگردوں کے بیان میں ایک رسالہ لکھا ہے جس میں 1300 سے کچھ اوپر کا تذکرہ ہے، آخر میں شیخ صاحب سلف کے اقوال پر تبصرہ کے بعد فرماتے ہیں: "امام مالکؒ سے اتنی بڑی جماعت نے حدیثیں بیان کی ہیں کہ جن کا شمار کرنا مشکل ہے، میں کہتا ہوں کہ صرف مؤطا ان سے محدثین کی کئی جماعتوں نے روایت کی ہے"[30]۔

پانچویں فائدے میں مؤطا کے علاوہ امام مالکؒ کی دیگر تالیفات پر تفصیل کے ساتھ کلام کیا ہے، جن میں کتاب الاقضیۃ، کتاب السر، آداب ومواعظ، نجوم، رسالۃ القدر والرد علی القدریۃ، کتاب المناسک، کتاب المجالسات، غریب القرآن، احکام القرآن، المدونۃ الکبریٰ، کتاب الاستیعاب لاقوال مالک وغیرہ شامل ہیں[31]۔

اس باب کی دوسری فصل مؤطاامام مالک کی تعارف سے متعلق ہے جس میں دس فائدے ہیں، فائدہ اولیٰ میں مختلف مشائخ کے اقوال کی روشنی میں اس کتاب کے فضائل بیان کیے ہیں، مثلاً:

شاہ ولی اللہؒ کا قول "مسوی" سے نقل کیاہے کہ جس نے مذاہب کا تتبع کیااور اسے انصاف ملاہو لامحالہ جانے گا کہ مؤطامذہب مالک کی اساس ہے اور امام شافعیؒ اور امام محمدؒ کے مذہب کا ثمر اور جڑ ہے، اور امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کے مذہب کاچراغ اور روشنی ہے اور یہ تمام مذاہب مؤطاکی نسبت سے ایسے ہیں جیسے متون کی شروح ہوتی ہیں اور یہ بھی جان لے گا کہ سنن کی کتابیں جیسے صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، سنن نسائی اور صحیح البخاری کے فقہ سے متعلق مسائل اور جامع الترمذی یہ تمام موطاپر تخریج کردہ ہیں جو ان کے گرد گھومتی ہیں، اور یہ بھی فرمایاہے کہ یقینی بات ہے کہ آج کسی کے ہاتھ میں کتب فقہ میں سے کوئی کتاب مؤطاسے زیادہ اقوی نہیں، اس لیے کہ کتاب کی اہمیت یاتوباعتبار مصنف ہوتی ہے یااس جہت سے کہ انہوں نے صحت کاالتزام کیاہے اور یاشہرت کے اعتبار سے یاقبول عام کے اعتبار سے اور یاحسن ترتیب احاطہ مقاصد کے اعتبار سے، اور یہ تمام باتیں مؤطامیں پائی جاتی ہیں[32]،

اسی طرح امام شافعیؒ کاقول نقل کیاہے کہ "**ماعلمنااحدامن المتقدمین الف کتاباحسن من مؤطا مالک**" ہمارے علم کے مطابق متقدمین میں سے کسی نے بھی مؤطاسے زیادہ بہتر کتاب تصنیف نہیں کی ہے، مؤطاکے فضائل میں مختلف مشائخ کے اقوال کاتجزیہ کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں کہ موطادردزہ کے وقت عورت کے سر کے پاس رکھنے سے وضع حمل میں آسانی ہوتی ہے اور یہ مجرب ہے[33]۔

فائدہ ثانیہ کے اندر کتب حدیث میں مؤطاکے درجہ اور مقام کابیان ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ جمہور نے کتب حدیث کے طبقات میں سے مؤطاکوطبقہ اولیٰ میں شمار کیاہے اور اسی کو ہمارے شیخ المشائخ شاہ عبدالعزیزؒ نے "ملہجب حفظہ للناظر" میں اختیار کیاہے، مختلف اقوال کے تجزیہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "مفتاح السعادۃ کے مصنف کے نزدیک کتب حدیث کی ترتیب اس طرح ہے بخاری، پھر مسلم، پھر ابوداؤد، پھر ترمذی پھر نسائی، البتہ جمہور نے ان کو چھ گرداناہے اور ان مؤطاامام مالکؒ کو بھی شامل کیاہے ور اس کوترمذی کے بعد اور نسائی سے پہلے رکھاہے لیکن حق یہ ہے کہ مؤطارتبے میں مسلم کے بعد ہے"[34]۔

فائدہ ثالثہ میں مؤطاکی وجہ تسمیہ پر کلام کیاہے اور اس ضمن میں مختلف اقوال ذکر کرنے کے بعد امام مالکؒ کاقول نقل کیاہے کہ " **عرضت کتابی ھذا علی سبعین من فقہاء المدینۃ فکلھم واطانی علیہ فسمیتہ المؤطا،قلت:فھذہ التسمیۃ اوجہ نقلہ عن صاحب التسمیۃ**"، ترجمہ: میں نے اپنی یہ کتاب فقہاء مدینہ میں سے 70 فقہاء پر پیش کی توسب نے اس پر میرے ساتھ اتفاق کیاتومیں نے اس کانام مؤطارکھا، اور اسی

وجہ تسمیہ کو شیخ زکریاؒ نے راجح قرار دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:" میں کہتا ہوں کہ یہ وجہ تسمیہ زیادہ راجح ہے کہ خود صاحب تسمیہ سے نقل ہے"[35]۔

چوتھا فائدہ مؤطا کے اندر مصنف کی عادت کے بیان میں ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام مالکؒ نے اپنی یمذہب کی بنیاد روایات مرفوعہ، موصولہ یا پھر مرسلہ پر رکھی ہے اور اس کے بعد حضرت عمر کے قضایا اور پھر ابن عمر کے فتاوی پر، اور اس کے بعد فقہاء مدینہ کے اقوال پر جیسے ابن مسیبؒ، عروہ، قاسم، سالم، سلیمان بن یسارؒ، اور عمر بن عبد العزیزؒ وغیرہم، اسی طرح فقہاء سبعہ اور فقہاء مدینہ کے اقوال کو "السنۃ عندنا کذا وکذا" سے تعبیر کرتے ہیں، باب سے متعلق اکثر وبیشتر فقہی مسائل بھی ذکر کر لیتے ہیں، اور اس ضمن میں شیخ صاحب نے مختلف دوسرے مشائخ کے اقوال بھی تفصیل ذکر کیے ہیں[36]۔

پانچویں فائدے میں مؤطا کے رواۃ اور اس کے نسخوں کی تعداد کا ذکر ہے، اس فائدے کے اندر مؤطا کے نسخوں کی تعداد، اور اس ضمن میں علماء کے اختلاف کو تفصیل کے ساتھ ذکر کر کے اس کا بہترین تجزیہ پیش کیا ہے ،غافقیؒ کے نزدیک مؤطا بارہ روایات سے ہم تک پہنچی ہے، ابو القاسم محمد بن حسین شافعیؒ نے یہ تعداد 11 بتائی ہے، علامہ سیوطیؒ کے نزدیک 14 ہے جبکہ شاہ ولی اللہؒ نے "بستان" میں 16 نسخے ذکر کیے ہیں، شیخ صاحبؒ یہ سارے اقوال ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:"میرے نزدیک مؤطا کے اور بھی نسخے ہیں کیونکہ ابواب میں تقدیم وتاخیر میں مختلف نسخوں کے مابین بکثرت اختلاف پائے جاتے ہیں اور یہ اختلاف ناگزیر بھی تھا کیونکہ امام مالکؒ ہر سال مسلسل اپنی کتاب کا تنقیہ اور چھان پھٹک کرتے تھے جبکہ رواۃ نے ان سے مؤطا مختلف سالوں میں پڑھی ہے"، اس کے بعد مؤطا کے تمام نسخوں کا ذکر ان کے مصنفین کے مختصر تذکرے کیساتھ کیا ہے، پھر علماء کے اس اختلاف کو بھی ذکر کر کے کہ مؤطا کے نسخوں میں راجح نسخہ کونسا ہے اس کا بہترین حل پیش کیا ہے[37]۔

چھٹا فائدہ ہمارے پیش نظر اس نسخے بیان ہے، جس کے بارے میں شیخ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے علاقوں میں مؤطا کا جو نسخہ رائج ہے وہ یحیٰی بن یحیٰی اندلسی کا نسخہ ہے جس کی شروح علامہ سیوطیؒ، زرقانیؒ، باجیؒ، اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے لکھیں ہیں، اس کے بعد یحیٰی بن یحیٰی اندلسی کے حالات اور ان کے تحصیل علم کے واقعات تفصیل سے بیان کیے ہیں، آخر میں اس نسخے کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"اس نسخے کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ یہ سب سے آخری وہ نسخہ ہے جو امام مالکؒ سے نقل کیا گیا ہے جس کے بعد امام صاحب کی وفات ہوئی ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ آخری سماع راجح ہوتا ہے اور دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ نسخہ بہت سارے فروعی مسائل پر بھی مشتمل ہے"[38]۔

ساتویں فائدے میں مؤطا کی روایات کی تعداد کو تفصیل کیساتھ ذکر کیا ہے[39]۔

آٹھویں فائدے میں مشائخ کے مختلف اقوال کی توجیہ پیش کی ہے کہ سب سے پہلا صحیح احادیث کا مجموعہ مؤطا ہے یا صحیح بخاری[40]۔

نواں فائدہ مؤطا کے مراسیل اور بلاغ کے بیان میں ہے، اس ضمن میں شیخ صاحبؒ نے مختلف مشائخ کے اقوال ذکر کرنے کے بعد آخر میں تحریر فرمایا ہے:

"امام صاحب سے "بلاغ" کے حکم کے بارے میں قاریؒ نے سفیانؒ کے حوالے سے کہا ہے کہ جب امام مالکؒ کہیں "بلغنی" تو یہ اسناد قوی ہے اور ابن عبد البر کے نزدیک امام صاحبؒ کے سارے بلاغات مسند ہیں، اور ابن فرحونؒ نے ابو داؤد سے حکایت نقل کی ہے کہ امام مالکؒ کے مراسیل سعید بن مسیبؒ ور حسنؒ کے مراسیل سے زیادہ صحیح ہیں اور فرماتے ہیں امام مالکؒ مرسیل میں اصح الناس ہیں"[41]۔

دسواں فائدہ مؤطا کی شروح اور حواشی کے بیان میں ہے، شیخ صاحبؒ قاضی عیاض کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ اتنی توجہ حدیث کی کسی کتاب کی طرف نہیں کی گئی جتنا کہ لوگوں نے مؤطا کو توجہ دی ہے، پھر فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے مؤطا کی احادیث اور اس کے رجال پر کلام کیا ہے اور اس سلسلے میں کتابیں تصنیف کی ہیں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، ان میں مالکی بھی ہیں اور دوسرے مذاہب والے بھی ہیں، اور قاضی عیاضؒ نے ان میں تقریباً 70 شمار کیے ہیں، اس کے بعد شیخ صاحب کی جن شروحات تک رسائی ہوئی ہے، ان سب کا تفصیلی تذکرہ بمع ذکر مصنف کیا ہے جن میں ابو محمد عبد اللہ بن محمد السید کی شرح "مقتبس"، ابن رشیق القیروانی کی شرح، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ "التمہید" لابن عبد البرؒ کا اختصار ہے، ابو مروان عبد الملک بن حبیب بن سلیمان القرطبی کی شرح "تفسیر المؤطا"، ابن عبد البرؒ کی "کتاب التمہید لمافی المؤطا من المعانی والاسانید" اور "التغطابحدیث المؤطا"، قاضی ابو الولید سلیمان بن خلف الاندلسی القرطبیؒ (جو باجیؒ کے نام سے مشہور ہیں) کی شرح "المنتقی فی شرح المؤطا"، ابن العربی المالکیؒ [42] کی شرح "القبس فی شرح مؤطا امام مالکؒ"، ابو سلیمان خطابیؒ، محمد بن سحنونؒ، قاضی بدر الدین القرافیؒ، ابو الولید بن القصارؒ کی شروحات، قاضی محمد بن سلیمان بن خلیفہؒ کی شرح "کتاب المحلیٰ"، یحییٰ بن مزین کی "المستقصیہ"۔ ابی زمنین کی شرح "المقرب" علامہ سیوطیؒ کی شروحات "کشف المغطی عن المؤطا"، تنویر الحوالک علی مؤطا امام مالک" اور "تجرید احادیث الموطا"، شیخ سلام اللہ حنفیؒ کی شرح "المحلی باسرار المؤطا"، شاہ ولی اللہ ساحب کی شروحات "المصفی" اور "المسویٰ"، عبد الملک بن مروان بن علیؒ کی شرح "کشف المغطا"، قاضی عبد اللہ بن یحییٰ التمیمیؒ

کی شرح" الاستنباط لمعانی السنن والاحکام من احادیث المؤطا"، ملاعلی قاریؒ کی شرح اور علامہ عبد الحی لکھنویؒ کا حاشیہ وغیرہ شامل ہیں،

اس کے بعد غریب المؤطا اور مؤطا کے رجال پر جن لوگوں نے کتابیں لکھی ہیں ان کو ذکر کیا ہے، اور آخر میں تحریر فرماتے ہیں:

"یہ ایک مختصر تعارف ہے ان لوگوں کا جنہوں نے مؤطا کی خدمت کی ہے اس کی شرح لکھی ہے یا تلخیص کی ہے یا کوئی اور خدمت کی ہے اور سب کا احاطہ کرنا مشکل ہے، اللہ تعالی کے لطف سے کوئی بعید نہیں کہ وہ اپنے اس گناہ گار کو بھی ان کے زمرے میں شامل فرمائے کیونکہ اس کی رحمت ہر چیز پر وسیع ہے"[43]۔

الباب الثالث

تیسرے باب کے اندر اوجز المسالک کا تعارف پیش کیا ہے اور اس میں پانچ فائدے ہیں،

پہلے فائدے کے اندر شیخ صاحب نے اپنے حالات زندگی بیان کیے ہیں[44]۔

دوسرے فائدے میں اپنے مشائخ اور اساتذہ کا ذکر تفصیل کیساتھ کیا ہے[45]۔

تیسرے فائدے میں شیخ صاحبؒ نے اپنی اسانید کو تفصیل کیساتھ بیان کیا ہے اور اس ضمن میں امام مالکؒ تک اپنی سند میں موجود تمام مشائخ کے تفصیلی حالات اور ان کی خدمات کو بیان کیا ہے، اور اس فائدے کے آخر میں لکھتے ہیں:

"اور جب اساتذہ اور مشائخ سند کے تراجم مکمل ہوئے تو ضروری ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کا بھی کچھ تذکرہ کیا جائے کیونکہ مؤلف عفا اللہ عنہ ان کے اقوال کا مقلد ہے اور فقہ میں مؤلف کی سند ان تک جا پہنچتی ہے اور حدیث میں بھی مؤلف ان کے دریا سے چلو بھرنے والا ہے، باوجود اس کے کہ یہ مختصر ان کے فضائل کا متحمل نہیں اور ان کی جلالت شان کی بناء پر ہم نے ان کا تذکرہ الگ ایک مستقل باب میں کیا ہے جو کہ آنے والا ہے"[46]۔

چوتھے فائدے کے اندر ان امور کو ذکر کیا گیا ہے جن کا اوجز المسالک میں اہتمام کیا گیا ہے، مثلاً:

ہر راوی کا ترجمہ ذکر کرنے میں صرف پہلی دفعہ پر اکتفاء کیا گیا ہے اور پھر آخر کتاب میں مکمل فہرست ذکر کی گئی ہے، امام مالکؒ نے جو مراسیل اور تعالیق ذکر کیے ہیں ان کا اتصال بیان کیا ہے، مذاہب کے بیان میں صرف مذاہب اربعہ کے بیان پر اکتفاء کیا گیا ہے، اکثر مواضع میں حنفیہ کے دلائل بھی اجمالاً ذکر کیے ہیں وغیرہ وغیرہ[47]۔

پانچویں فائدے میں ان کتابوں کا تذکرہ ہیں جن سے اس تعلیق میں اخذ کیا گیا ہے، چونکہ ہمارا مقالہ صرف مقدمے پر ہے تو ہم ان میں سے صرف ان کتابوں کے نام ذکر کریں گے جن سے مقدمہ میں اخذ کیا گیا ہے، مثلاً:

مجموعۃ المسلسلات از شاہ ولی اللہؒ، الیانع الجنی فی اسانید شاہ عبد الغنیؒ، کتاب الامداد بمعرفۃ علو الاسناد، قطف الثمر، بغیۃ الطالبین فی بیان المشائخ المحققین المعتمدین، کتاب الامم لایقاظ الہمم، العجالۃ النافعۃ، الکمالات العزیزیہ، شاہ ولی اللہؒ کی الرسائل الخمس اور الارشاد الی مہمات الاسناد، انفاس العارفین، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، کشاف اصطلاحات الفنون، تذکرۃ الرشید، تذکرہ مولانا قاسم نانوتویؒ، حسن المحاضرۃ فی اخبار المصر والقاہرہ للسیوطیؒ، ابن فرحونؒ کی الدیباج المذہب فی اعیان المذہب اور بغیۃ الوعاۃ فی طبقات النحاۃ، نیل الابتہاج، ابجد العلوم، نیل الامانی علی مقدمۃ القسطلانی وغیرہ وغیرہ[48]۔

الباب الرابع

چوتھا باب امام اعظم ابوحنیفۃؒ کے تذکرہ پر مشتمل ہے اور اس میں نو فائدے ہیں:

پہلا فائدہ امام ابوحنیفۃؒ کی حالات زندگی میں ہیں جس میں آپ کی پیدائش، تاریخ پیدائش، نام، کنیت، بچپن، تحصیل علم، شکل وصورت، حلیہ، وفات اور سبب وفات کو بیان کیا ہے[49]۔

دوسرا فائدہ آپ کے تعارف اور لوگوں کا آپ کی تعریف کے بیان میں ہے، جس میں ابن المبارکؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام ثوریؒ، امام اوزاعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، حافظ عبدالعزیز بن ابی داوٗدؒ، ابراہیم بن معاویۃ الضریرؒ، ابن حجرؒ، امام اعمشؒ، امام وکیعؒ، ابن عبدالبرؒ، وغیرہ ائمہ کے اقوال کی روشنی میں آپ کے فضائل کو تفصیل کیساتھ بیان کیا ہے[50]۔

تیسرے فائدے میں امام صاحبؒ کی تابعیت پر تفصیل کیساتھ کلام کیا ہے اور مختلف مشائخ کے اقوال تفصیل کیساتھ ذکر کرکے ان کی تابعیت کو ثابت کیا ہے، اور اس ضمن میں مخالفین کے اعتراضات کے جوابات بھی دیے ہیں[51]۔

چوتھے فائدے کے اندر حدیث کے اندر امام صاحب کے بلند شان اور مرتبے کو تفصیل کیساتھ بیان کیا ہے اور مخالفین کے اعتراضات کو کہ امام صاحب محدث نہیں تھے دلائل اور اقوال ائمہ رشمنی میں رد کیا ہے، جو کہ اس سلسلے میں الگ سے مستقل اور ایک مفید مضمون ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

"اس فائدے کی چنداں ضرورت نہ تھی اس لئے کہ امام صاحب بالاتفاق مجتہد ہیں بلکہ اکابر مجتہدین میں سے ہیں، ان کی اس حیثیت کا انکار سلفاً وخلفاً کسی نے نہیں کیا اور ظاہر ہے کہ آدمی تب مجتہد بنتا ہے کہ اس کو قرآن کریم، حدیث شریف، آثار، تاریخ، لغت اور قیاس میں مہارت تامہ حاصل ہو جس کی تصریح قدیم وجدید سب ائمہ

اصول نے کی ہے، اس کے بعد امام صاحب کی حدیث میں امامت سے انکار سوائے حماقت اور کچھ نہیں "[52]، بعد ازاں کبار محدثین کے تعریفی اقوال، جن سے امام صاحب کی حدیث میں مہارت ظاہر ہوتی ہے تفصیل سے ذکر کیے ہیں۔

پانچویں فائدے میں امام ابو حنیفہؒ سے اہل فن کے متعارف طریقے پر حدیث کی قلت روایت کی وجوہات بیان کیے ہیں اور اس ضمن میں مشائخ کے اقوال کو تفصیل کیساتھ ذکر کیا ہے، ابن حجرؒ کے حوالے سے فرمایا ہے کہ امام صاحبؒ نے تابعین وغیرہ کے ائمہ میں سے چار ہزار اساتذہ حدیث سے اخذ روایت کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ ذہبیؒ نے ان کو محدثین کے طبقات حفاظ میں ذکر کیا ہے، اس کے بعد لکھتے ہیں: جس نے یہ کہا کہ کہوہ حدیث کی طرف کم توجہ دیتے تھے تو یہ بات یا تو قائل کے تساہل کی وجہ سے ہے یا حسد کی وجہ سے، کیونکہ اتنے بکثرت مسائل کا استنباط حدیث کی مہارت کے بغیر کیونکر ممکن ہے باوجود یہ کہ وہ اس مخصوص اور معروف طریقے کیساتھ دلائل سے استنباط کرنے والے اولین امام ہے[53]۔

اس ضمن میں کثرت کیساتھ علماء کے اقوال ذکر کرنے کے بعد بطور تجزیہ شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"میرے نزدیک درست بات جس سے ہٹنے کی گنجائش نہیں یہ ہے کہ مشائخ ایک جماعت متعارف طریقے سے روایت حدیث میں انتہائی احتیاط سے کام لیتی تھی اس ڈر سے کہ کہیں اس میں وہم کا دخل نہ ہو اور حضور نبی کریم ﷺ کی طرف ان نہ کہی ہوئی بات کو منسوب کرکے وعید میں داخل نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر نے اپنے زمانے میں کثرت روایت کی ممانعت کی تھی، حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر خلیفہ بنے تو انہوں نے فرمایا آنحضرت ﷺ سے روایت کم کیا کرو سوائے ان میں کہ جن میں عمل کی ضرورت ہو۔۔۔۔۔۔ان تمام تفصیلات سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ نے متعارف طریقے پر زیادہ حدیثیں احتیاط کے پیش نظر روایت نہیں کیں نہ کہ اس وجہ سے کہ انہیں اس کا علم نہ تھا جیسا کہ جاہل لوگ کہتے ہیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ امام صاحب کوفہ کے ذخیرہ احادیث کے بڑے عالم تھے جیسا کہ اس کا بڑے بڑے علمائ نے کیا ہے اور کوفہ اس دور میں علم کا شہر تھا اور جب بھی کوئی محدث کوفہ تشریف لاتے تو امام صاحب اپنے شاگردوں کو اس کے پاس بھیجتے تاکہ اس کے پاس احادیث کا جو ذخیرہ ہے اس کو معلوم کرلے"[54]۔

چھٹا فائدہ ان لوگوں پر رد کے بیان میں ہے جنہوں نے امام صاحب کی تنقیص کی ہے، چنانچہ اس ضمن میں تفصیل کیساتھ ائمہ کے اقوال ذکر کرکے اس کا بہترین تجزیہ پیش کیا ہے اور مخالفین کے اعتراضات کے مسکت جوابات دیے ہیں[55]۔

ساتویں فائدے میں آپ کے مشائخ اور اساتذہ کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے[56]۔

آٹھویں فائدے میں امام صاحب کے شاگردوں کا بیان ہے[57]۔

نواں فائدہ مذہب امام ابو حنیفۃ کی بنیاد کے بیان میں ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ پہلے قرآن کو لیتے ہیں، اگر قرآن میں نہ ملے تو سنت سے، اگر اس میں بھی نہ ہو تو صحابہ کے قول پر عمل کرتے ہیں، اگر صحابہ میں اختلاف ہو تو ان کے اقوال میں سے اس کو اختیار کرتے ہیں جو قرآن یا سنت کے قریب تر ہو لیکن انکے اقوال سے باہر نہیں نکلتے۔ اگر صحابہ کے ہاں کوئی قول نہ ہو تو تابعین کے اقوال کو اختیار نہیں کرتے بلکہ خود اجتہاد کرتے ہیں جیسا کہ وہ اجتہاد کرتے تھے، شیخ صاحبؒ نے حسب عادت اس فائدے کو بھی مختلف مشائخ کے اقوال سے مزین کیا ہے اور اس ضمن میں مخالفین کے بعض اعتراضات کا رد بھی دلائل کیساتھ کیا ہے[58]۔

الباب الخامس

پانچواں باب کتب حدیث میں کثرت سے استعمال ہونے والے الفاظ کے بیان میں ہے، مثلاً "متن" کے بارے میں فرماتے ہیں: "متن حدیث کے ان الفاظ کو کہا جاتا ہے جن سے پہلے سند ہو، سیوطیؒ فرماتے ہیں متن حدیث کے الفاظ کو کہا جاتا ہے جن کیساتھ معنی قائم ہوتا ہے، طیبی ابن جماعۃ کے حوالے سے متن کی تعریف بیان فرماتے ہیں کہ جس تک سند کی انتہا ہو۔۔۔"، اسی طرح دیگر اصطلاحات جیسے سند، اسناد، ارسال، مسند، مرسل، حسن، موصول، موقوف، مقطوع، معنعن، مدرج، مسلسل، عزیز، فرد، شاذ، مضطرب، مقلوب وغیرہ کو تفصیل کیساتھ بیان کیا ہے، اسی طرح اس سلسلے میں علماء کے اختلافات کو بھی بیان کیا ہے اور اس میں بعض اقوال کو کسی وجہ سے ترجیح بھی دیتے ہیں مثلاً: مرسل کے بارے میں علماء کے اختلافات ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں: "میں کہتا ہوں کہ مرسل کے حکم کے بیان میں مشائخ کے اقوال خاص کر امام شافعیؒ کے مضطرب ہیں، کبھی مطلقاً اس کے رد کا حکم کرتے ہیں اور کبھی اس کو ایسی قیود کیساتھ مقید کر لیتے ہیں کہ ان میں اور قائلین صحت کے درمیان کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔۔۔۔ مختار قول یہ ہے کہ مرسل صحابی بالاجماع قبول ہے اور قرن ثانی و قرنی ثالث کا مرسل ہمارے اور امام مالکؒ کے نزدیک مطلقاً قبول ہے جبکہ امام شافعیؒ کے نزدیک پانچ باتوں میں سے کسی ایک کے موجود ہونے پر مقبول ہے۔۔۔" پھر آگے امام شافعیؒ کے پانچ شرائط ذکر کیے ہیں[59]۔

الباب السادس

چھٹے باب میں 7 فائدے ہیں، پہلا فائدہ محدث کے آداب کے بیان میں ہے، جس کے اندر ان تمام باتوں کو تفصیل کیساتھ ذکر کیا ہے جن کا ایک محدث کیلئے ہونا ضروری ہے[60]۔

دوسرے فائدے میں اہل حدیث کے مراتب ذکر کیے ہیں[61]۔

تیسرا فائدہ طالب علم کے آداب کے بیان میں ہے کہ طالب حدیث کیلئے کن باتوں کا کرنا ضروری ہے اور کن باتوں سے احتراز لازمی ہے، اس ضمن میں طلباء علم حدیث کیلئے تحصیل کتب حدیث میں بہترین ترتیب بھی بیان کی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں: "میرے نزدیک تحصیل حدیث میں بہتر ترتیب یہ ہے کہ سب سے مقدم ترمذی رکھے پھر بخاری، پھر مسلم پھر نسائی، پھر ابن ماجہ، پھر مؤطا، کیونکہ حدیث کا طالب علم سب سے پہلے تحقیق مذاہب اور انواع حدیث کا محتاج ہوتا ہے پھر ان کے دلائل کا، اس کے بعد طرق استنباط کا پھر جمع روایات اور ضعیف احادیث پر تنبیہ کا، پھر آثار سے احادیث کی تائید کا محتاج ہوتا ہے اور پہلے ذکر کردہ کتابیں اسی ترتیب سے ہیں، پس ترمذی کی عادت مذاہب اور انواع حدیث بیان کرنا ہے اور ابو داؤد کی عادت ائمہ کے دلائل کو جمع کرنا ہے اور بخاری کی بڑی خاصیت طرق استنباط بیان کرنا ہے اور مسلم کی عادت روایات کو متعدد طریقوں سے جمع کرنا ہے اور نسائی احادیث کی علل کی طرف اشارہ کرتے ہیں، ابن ماجہ نے صحیح اور ضعیف احادیث کو جمع کیا ہے جبکہ مؤطا میں اکثر آثار ہیں، اور حنفی کیلئے اس مؤطا کو مقدم کرنا ضروری ہے جو بروایت محمد ہے پھر طحاوی پڑھے امہات ستہ سے پہلے جیسا کہ مالکی کو چاہیے کہ وہ مؤطا بروایت یحییٰ کو کتب ستہ پر مقدم کرے"[62]۔

چوتھا فائدہ تحمل حدیث کے طریقوں کے بیان میں ہے جبکہ پانچواں فائدہ تحمل حدیث اور ادا کی عمر کے بیان میں ہے[63]۔

الباب السابع

ساتویں باب میں چند ایسے اصول بیان کیے ہیں جن کی معرفت طالب حدیث کیلئے ضروری ہے[64]۔

خلاصۃ البحث

(1) اس مقدمے میں مؤطا امام مالک کے مشکل مباحث کا حل اور اس کے رموز واصطلاحات کی مکمل وضاحت کی گئی ہے۔

(2) ائمہ اربعہ اور ان کے فقہی مسالک کے بارے میں نہایت قیمتی مباحث درج ہیں۔

(3) اسماء الرجال اور اصول حدیث کے مباحث بھی شرح وبسط کیساتھ مذکور ہے۔

(4) حنفی المسلک ہونے کے ناطے شیخ صاحبؒ نے امام ابو حنیفہ کا ذکر الگ سے مستقل باب کے ضمن میں کیا ہے، اور ان پر قلت روایت کے سلسلے میں وارد ہونے والے اعتراضات کے تسلی بخش جوابات دیے ہیں۔

(5) چنانچہ اصل کتاب سے پہلے اس مقدمے کا پڑھنا انتہائی مفید ثابت ہو گا۔

حوالہ جات

[1] ۔ابن کثیر، حافظ عماد الدین، البدایۃ والنہایۃ، مترجم پروفیسر کوکب شادانی، نفیس اکیڈمی کراچی، ج10، ص213

[2] ۔ شیخ الحدیث، مولانا محمد زکریاؒ، مقدمہ اوجز المسالک، تحقیق ڈاکٹر تقی الدین ندوی، ط:2003:، دار القلم دمشق، 1/105

[3] ۔ ندوی، تقی الدین، محدثین عظام اور ان کے علمی کارنامے، مجلس نشریات اسلام کراچی، ص90

[4] ۔ جس کی تفصیل آگے مقالے میں آرہا ہے

[5] ۔البدایۃ والنہایۃ، ج10، ص174

[6] ۔ مقدمہ اوجز، ص18

[7] ۔ محدثین عظام اور ان کے علمی کارنامے، ص94

[8] ۔ جن میں علامہ ابو بکر ابن العربی اور علامہ ذہبی جیسے علمائ بھی شامل ہیں

[9] مقدمہ اوجز، ص30

[10] ۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ کیجئے تدریب الراوی ص101

[11] ۔ شیخ الحدیث، مولانا زکریا، آپ بیتی، معہد الخلیل الاسلامی، 1/71

[12] ۔ آپ بیتی، 1/108

[13] ۔ دو عظیم انسان، مفتی انیس احمد مظاہری، مکتبہ حبیبیہ رشیدیہ لاہور، ص12، 11

[14] ۔ آپ کے شیخ ومرشد اور استاد تھے، مظاہر العلوم سہارپور کے صدر مدرس تھے، بذل المجہود جیسے عظیم کتاب کے مصنف تھے، آپ کی تفصیلی حالات کیلئے ملاحظہ ہو "تذکرۃ الخلیل" از مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ۔

[15] ۔ آپ بیتی، 1/71

[16] ۔ آپ بیتی، 1/70

[17] ۔ ندوی، ابوالحسن علی، سوانح شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ، مجلس نشریات اسلام کراچی

[18] ، مقدمہ اوجز المسالک، ج1، ص84

[19] ۔ مقدمہ اوجز المسالک، ج1، ص84

[20] ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/85

[21] ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/85

[22] ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/85-92

[23] ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/95،92

[24] ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/94

[25] ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/97

[26] ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/98-101

[27] ۔ترمذی حدیث،2682،ابن حبان2308

[28] ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/105

[29] ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/106-108

[30] ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/108

[31] ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/109-110

[32] ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/111

[33] ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/113

[34] ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/113-114

[35] ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/115

[36] ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/115-116

[37] ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/116-121

[38] ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/121-123

[39] ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/123

[40] ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/124

[41] ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/125-126

42 ،یہ بات ذہن میں رہے کہ ابن العربیؒ کے نام سے دوحضرات مشہور ہیں،ایک آپ اور دوسرا رئیس اہل الولایۃ محی الدین انب عربی صاحب:الفتوحات المکیۃ"و" فصوص الحکم "یہں ،اور ان دونوں کی پہچان یہ ہے کہ آپ کو"ابن العربی"لام تعریف کیساتھ اور صاحب فصوص الحکم کو ابن عربی بغیر لام تعریف کے کہا جاتا ہے۔

43 ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/126-138

44 ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/139-140

45 ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/140-143

46 ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/143-166

47 ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/166-168

48 ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/168-170

49 ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/171-173

50 ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/173-176

51 ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/176-177

52 ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/177-181

53 ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/182،181

54 ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/184

55 ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/184-189

56 ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/189

57 ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/190

58 ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/191-193

59 ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/194-208

60 ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/209-212

61 ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/213-214

62 ۔مقدمہ اوجز المسالک۔1/128

[63] ۔مقدمہ اوجزالمسالک۔1/ 220-222

[64] ۔مقدمہ اوجزالمسالک۔1/ 223-228